جدوجہدِ آزادیٔ کشمیر افکارِ اقبال کے تناظر میں

ڈاکٹر محمد سرفراز خالد، اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ عربی وعلوم اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی، لاہور

Abstract

Allama Iqbal, the great poet of Indian Subcontinent, was born in Sialkot but his forefathers had migrated from Kashmir valley. Kashmir was occupied firstly by English rulers and later on by Hindu Dogra Nation. Kashmiri people were pinched by both of them since long. Allama Iqbal felt a deep love with the Kashmiries. He promoted the Kashmir freedom movement by his poetry and prose. He told them that they should be united to achieve the goal of freedom. Being Muslims, they should always depend on Almighty Allah and pray to Him for help in this freedom movement. In this article Iqbal's ideas regarding Kashmir movement are highlighted supported by his prose and poetry.

تاریخ اسلام پر طائرانہ نظر ڈالی جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں اسلام کی شمع محمد بن قاسم کے عہد حکومت سے قبل روشن ہوئی جب مسلمان تاجر تجارت کے غرض سے ان علاقوں میں تشریف لائے تھے۔ ان میں سے بیشتر مستقل طور پر یہاں سکونت پذیر ہوئے جن میں مبلغینِ اسلام اور اولیاءِ کرام بھی موجود تھے۔ مسلمان علماء وصوفیہ کے حُسنِ اخلاق کی وجہ سے یہاں کی مقامی آبادی کثرت سے حلقہ بگوشِ اسلام ہوئی اور ان کی زندگی میں ایک عظیم الشان انقلاب برپا ہوگیا۔ ڈاکٹر محمد صابر آفاقی اس تاریخی حقیقت کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

> ''وادیٔ کشمیر میں اسلام تقریباً ۷۲۵ھ میں پہنچا۔ اور اس کے کوئی چار سال بعد یہاں پر اسلامی حکومت قائم ہوگئی۔ پھر ۷۷۸ھ میں یہاں ایرانی علماء، صوفیاء اور شعراء پر مشتمل سات سو کا قافلہ سید علی ھمدانی کی رہنمائی میں کشمیر پہنچا۔ اتنی بڑی جمعیت کے آباد ہوجانے سے جہاں زندگی کے دوسرے شعبوں میں تبدیلی واقع ہوئی وہاں یہ انقلاب بھی آیا کہ خطہ کی سرکاری زبان فارسی ہوگئی۔''[1]

گرچہ علامہ اقبالؒ کی ولادت ۹ نومبر ۱۸۷۷ء میں سیالکوٹ کے مقام پر شیخ نور محمد کے ہاں ہوئی مگر آپ کے دادا شیخ محمد رفیق کشمیر سے ہجرت کر کے سیالکوٹ میں آباد ہوئے تھے۔ آپ کے باپ دادا کا شمار علم وفضل میں نمایاں لوگوں میں سے ہوتا تھا۔ علامہ اقبال کے افکار میں اپنے ان بزرگوں کی تربیت کا عکس دکھائی دیتا ہے۔

''علامہ نے ایک خدا پرست اور پاکیزہ کردار گھرانے میں آنکھ کھولی، کشمیری پنڈتوں کا یہ خاندان عرفان وتصوف، ذہانت و فطانت ساتھ لے کر کشمیر سے یہاں آیا تھا۔ علامہ کو بھی عشق و سرمستی، ذوقِ معرفت، ذہنِ ادراک اور قلبِ رفیق کی دولت اپنے بزرگوں سے ورثہ میں ملی تھی۔''[۲]

مقبوضہ کشمیر کے کشمیری مسلمانوں پر بھارتی درندوں کی جانب سے عرصہ دراز سے مظالم ڈھائے جارہے ہیں۔ باوجود اس کے کہ کشمیر میں موجود مسلمان اکثریت میں ہیں مگر پہلے انگریزوں اور اب ہندوؤں نے انہیں غلامی کی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے۔ بھارتی حکومت دنیا کی سب سے بڑی جمہوری حکومت ہونے کی دعویدار ہونے کے باوجود کشمیری مسلمانوں کو ان کے جمہوری حقوق سے محروم رکھے ہوئے ہے۔ اقوام متحدہ کی منظور شدہ متعدد قراردادوں کے باوجود بھارت کے حکمران کشمیریوں کو حق استصواب رائے دینے کے لیے تیار نہیں۔ ''مطالبِ اقبال'' کے مؤلف کے مطابق:

''کشمیر برصغیر کی متنازعہ ریاست ہے جس میں مسلمانوں کی اکثریت ہے انگریزوں نے اسے ڈوگروں کے ہاتھ فروخت کردیا تھا۔ اور قیام پاکستان کے وقت ہندوستان نے اس پر زبردستی قبضہ کرلیا تھا۔ اقوام متحدہ نے فیصلہ کیا کہ استصواب رائے سے ریاست کی قسمت کا فیصلہ کیا جائے، لیکن بھارت اب تک اس میں روڑے اٹکا رہا ہے۔ اقبال نے کشمیر کی مظلومیت پر بہت آنسو بہائے ہیں۔''[۳]

علامہ اقبالؒ نے جب شعور کی وادی میں قدم رکھا تو انہیں کشمیر بلکہ برصغیر کے اوپر انگریزوں کے غاصبانہ قبضے کا شدید دکھ تھا۔ کشمیر چونکہ ان کے آباء واجداد کا وطن تھا لہٰذا اس وادی سے اقبالؒ کا قلبی لگاؤ ایک فطری عمل تھا۔ چنانچہ ان کے قلب ونظر پر کشمیر کے حالات و واقعات کا گہرا اثر تھا۔ ڈاکٹر محمد صابر آفاقی تحریر فرماتے ہیں:

''علامہ اپنے بزرگوں کے وطن کشمیر کو اپنا بھی ذہنی اور روحانی وطن سمجھتے تھے۔ لگتا ہے کہ آپ طالب علمی کے زمانہ سے ہی برصغیر پاک و ہند اور کشمیر کی سیاست پر گہری نظر رکھتے تھے۔ ان کا وطن اوّل............ کشمیر ڈوگروں کے ہاتھوں محکوم و مجبور وفقیر تھا اور وطن دوم............ پنجاب بلکہ سارا ہندوستان انگریزوں کی غلامی میں ایک ''جوئے کم آب'' بن کر رہ گیا تھا۔''[۴]

علامہ اقبال کے درج ذیل افکار میں کشمیر کے ساتھ ان کی والہانہ محبت اور وہاں کے مکینوں کی حالت زار کی بھرپور عکاسی نظر آتی ہے:

آج وہ کشمیر ہے محکوم و مجبور و فقیر
کل جسے اہل نظر کہتے تھے ایران صغیر
سینۂ افلاک سے اُٹھتی ہے آہِ سوز ناک
مرد حق ہوتا ہے جب مرعوبِ سلطان و امیر ۵

اقوام متحدہ کا ادارہ بڑی طاقتوں کا آلۂ کار بنا ہوا ہے لہٰذا جہاں ان بڑی طاقتوں کا مفاد پیش نظر ہو وہ اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل درآمد کرانے کی آڑ میں اپنی من مانیاں کرتی ہیں اور اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے قتل و غارت سے بھی دریغ نہیں کرتیں۔ مگر کشمیر پر منظور شدہ متعدد قراردادوں پر عمل درآمد کروانے کی بجائے بڑی طاقتوں کی جانب سے مجرمانہ چشم پوشی اور عدم توجہی اقوام متحدہ کے منہ پر بدنما داغ نظر آتا ہے۔ عالمی طاقتوں سے مرعوب ہوکر پاکستانی حکمران بھی اپنے مفادات کے تحفظ کی خاطر کشمیریوں کی تحریک آزادی میں معاونت کرنے سے بھی گھبراتے رہے ہیں۔ کشمیر پر عالمی طاقتوں کی بے حسی اور پاکستانی حکومتوں کے غیر ذمہ دارانہ رویہ کے بارے میں شیخ غلام نصیر بیان کرتے ہیں:

> ''کشمیر پر نہ صرف اقوام متحدہ اور عالمی برداری نے چشم پوشی اور خاموشی اختیار کر رکھی ہے بلکہ پاکستانی حکومتوں نے بھی سنجیدگی سے اس مسئلہ کے حل کے لیے لائحہ عمل مرتب نہیں کیا۔ اور کشمیریوں کی مدد کی بجائے طفل تسلیوں سے وقت ضائع کرتی رہیں۔''۶

موجودہ پاکستانی حکمران بھی اپنے غیر ملکی آقاؤں کو خوش کرنے کی غرض سے اپنے کشمیری بھائیوں کی مدد کرنے کے لیے آگے بڑھنے کی بجائے چشم پوشی سے کام لے رہے ہیں۔ علامہ اقبالؒ کے افکار کا جائزہ لیں تو محسوس ہوتا ہے کہ آپؒ یہی باتیں اپنے ان درج ذیل اشعار میں کہتے ہیں کہ حکمرانوں کے زبانی جمع خرچ کی بجائے عزم و ہمت اور جہد مسلسل سے ہی آزادی کا حصول ممکن ہے۔

خدا تجھے کسی طوفان سے آشنا کر دے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں ۷

بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ایسے بے حس حکمرانوں اور بے ضمیر سیاسی نمائندوں کے سینوں میں دل مردہ ہو چکے ہیں۔ علامہ اقبالؒ ایسے حکمرانوں کے لیے علاج تجویز کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

دلِ مردہ دل نہیں ہے، اسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے امتوں کے مرضِ کُہن کا چارہ ۸

پاکستانی ہونے کے ناطے کشمیری مسلمانوں کی مدد ہمارا اسلامی فریضہ ہے۔ ان کی مدد کرنا دراصل حق کی بالادستی اور باطل کی بیخ کنی کے لیے لازم و ملزوم ہے۔ اس سے روگردانی اپنے فرائض سے غفلت برتنے کے مترادف اور اللہ کی ناراضگی کا باعث بن سکتا ہے۔ علامہ اقبال اس فریضہ کی ادائیگی کی طرف متوجہ کرتے ہوئے

اور معرکۂ حق و باطل میں قدم رکھنے کے لیے کشمیری نوجوانوں کو جوش دلاتے ہیں:

سُرور جو حق و باطل کی کارزار میں ہے
تُو حرب و ضرب سے بیگانہ ہو تو کیا کہیے
جہاں میں بندۂ حُر کے مشاہدات ہیں کیا
تیری نگاہ غلامانہ ہو تو کیا کہیے [۹]

بحیثیت مسلمان ہمارا مذہبی اور ملی فریضہ ہے کہ ہم اپنی بساط کے مطابق مظلموں اور بے بسوں کی ہر طرح سے مدد کریں اور ایسا نہ کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں یوں تنبیہ فرماتا ہے:

وَ مَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَاۚ وَ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّاۙۚ وَّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِیْرًا[۱۰]

''اور (مسلمانو!) تمہیں کیا ہے کہ اللہ کی راہ میں نہ لڑو۔ حالانکہ بے بس کمزور مردوں، عورتوں اور بچوں میں سے وہ ہیں جو دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نکال جس کے لوگ ظالم ہیں اور اپنے پاس سے ہمارے لیے کوئی سازگار بنا دے اور کردے کسی کو اپنی طرف سے ہمارا مددگار۔''

لاہور میں موجود کشمیری مسلمانوں کے ساتھ علامہ اقبالؒ کے اچھے مراسم قائم تھے۔ آپ نہ صرف کشمیری مسلمانوں کی نمائندہ تنظیم کے باقاعدہ رکن تھے بلکہ عوام میں مقبولیت کی بناء پر اس کے جنرل سیکرٹری بھی منتخب ہوگئے۔ اس کے منعقدہ اجلاسوں میں علامہ اقبال اکثر شرکت فرماتے تھے۔

''۱۰ جنوری ۱۹۰۹ء کو کشمیری مسلمانانِ لاہور کا اجلاس بلایا گیا جس میں اقبال بھی ایک رکن کی حیثیت سے شریک ہوئے۔ ۲۲ جنوری کو سب کمیٹی کا اجلاس ہوا جس میں ایک انجمن بنام ''انجمن کشمیری مسلمانان لاہور'' قائم کی گئی۔ ۶ فروری کو اس انجمن کے عہدہ داروں کا انتخاب ہوا اور اقبال اس کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔''[۱۱]

چونکہ علامہ اقبالؒ کے آباؤاجداد کا تعلق کشمیر سے تھا، لہٰذا کشمیر کی حالت زار پر ان کا غمگین اور پریشان ہونا فطری امر تھا۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری علامہ اقبال کی کشمیر سے محبت کی بنیادی وجہ بھی ان کا کشمیری الاصل ہونا قرار دیتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

''کشمیر کے حالات سے دلچسپی کا ایک فطری سبب یہ بھی تھا کہ اقبال خود بھی کشمیری الاصل تھے لیکن ان کی توجہ کا اصل سبب مسلمانان کشمیر کی وہ خستہ حالی و درماندگی تھی جو ڈوگرا ہندو راجاؤں نے ان پر مسلط کر رکھی تھی۔ چنانچہ کشمیر اور اہل کشمیر سے اظہار ہمدردی اور امداد کے

لیے لاہور یا لاہور سے باہر جتنی انجمنیں بنائی گئیں ان سب کو اقبال کی حمایت حاصل رہی۔
لاہور کی ''انجمن کشمیری مسلمانان'' کے وہ سرگرم رکن تھے اور اس کے اجلاسوں میں کشمیر سے متعلق نظمیں پڑھ کر اہل کشمیر کا دل گرماتے تھے۔''[۱۲]

مذکورہ مجلس کے زیر اہتمام ایک رسالہ کا اجراء بھی کیا گیا۔ جس کا نام ''رسالہ مجلس کشمیری مسلمانان لاہور'' رکھا گیا۔ علامہ اقبالؒ مجلس کے جلسوں میں جو نظمیں پڑھا کرتے وہ بعد میں اس رسالہ میں شائع ہوتیں۔ اس رسالہ کا پہلا شمارہ محرم وصفر ۱۳۱۴ (جون و جولائی ۱۸۹۶ء) کو شائع ہوا جس کے سرورق پر علامہ اقبالؒ کی یہ رباعی تحریر تھی:

سو تدابیر کی اے قوم یہ اک تدبیر ہے
چشم اغیار میں بڑھتی ہے اسی سے توقیر
در مطلب ہے اخوت کے صدف میں پنہاں
مل کے دنیا میں رہو مثل حروفِ کشمیر

علامہ اقبالؒ بے شک وسعت نظر رکھتے تھے اور پوری ملتِ اسلامیہ کی فلاح و بہبود ان کے پیش نظر تھی، اس کے باوجود کشمیر اور کشمیری مسلمانوں کے لیے خاص طور پر دردِ دل رکھتے تھے۔ ان کی ابتدائی نظموں میں یہ رنگ نمایاں نظر آتا ہے۔ جگن ناتھ آزاد اپنی کتاب ''اقبال اور کشمیر'' میں اس امر کی عکاسی ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''سر محمد اقبال اگرچہ آج سارے جہاں کو اپنا وطن سمجھتے ہیں اور ظاہر ہے کہ سارے جہاں میں کشمیر کا چھوٹا سا ملک جو بارہ تیرہ لاکھ فاقہ کشوں کا وطن ہے کیا حیثیت رکھتا ہے۔ تاہم آپ نے اپنے وطنِ قدیم کے لحاظ سے اس غریب ملک اور اس غریب قوم کے لیے اپنے اس قلب میں، جو سمندر سے بھی زیادہ وسیع ہے، تھوڑی بہت جگہ ضرور دی ہے۔ جو نظمیں آپ کی سب سے پہلے کسی اخبار یا رسالے کی زینت ہوئیں وہ کشمیر اور کشمیریوں ہی کے متعلق ہیں۔ انگلستان سے واپس آ کر آپ پہلے کشمیری انجمن اور اس کے بعد آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس کے سیکرٹری قرار پائے۔''[۱۳]

محمد دین فوق کی زیر ادارت چھپنے والے رسالے ''کشمیری میگزین'' اکتوبر ۱۹۰۹ء میں اقبال کے آٹھ قطعات ''رباعیات اقبال'' کے عنوان سے شائع ہوئے، جو اس سے قبل ۱۹۰۱ء کے ''کشمیری گزٹ'' میں بھی شائع ہو چکے تھے، ان میں علامہ اقبالؒ نے کشمیر کی حالت زار کا ذکر بھرپور انداز میں کیا ہے۔ جس سے اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کشمیری عوام کتنے طویل عرصہ سے ظلم واستبداد کی چکی میں پس رہے ہیں۔ ان مطبوعہ رباعیات میں سے صرف دو رباعیات پیشِ خدمت ہیں:

پنجۂ ظلم و جہالت نے برا حال کیا
بن کے مقراض ہمیں بے پر و بے بال کیا
توڑ اس دستِ جفاکش کو یا ربّ جس نے
روح آزادیٔ کشمیر کو پامال کیا

کشمیر کا چمن جو مجھے دلپذیر ہے
اس باغِ جانفزا کا بلبل اسیر ہے
ورثے میں ہم کو آئی ہے آدمؑ کی جائیداد
جو ہے وطن ہمارا وہ جنت نظیر ہے [۱۴]

علامہ اقبال اپنے افکار کے ذریعے کشمیری مسلمانوں میں جذبۂ جہاد اُجاگر کرنے کے لیے اور آزادی کے ثمرات واضح کرنے کے لیے کشمیری نوجوانوں کو ترغیب دے رہے ہیں کہ غلامی کی زنجیروں کو توڑ کر آزادی کا حصول ممکن بنائیں۔ کیونکہ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ غلامی و محکومی میں انسان کی صلاحتیں مجروح ہو جاتی ہیں اور اس کے دل و دماغ پر پژمُردگی چھا جاتی ہے، اور اس کے خیالات کی پرواز متاثر اور افکار پراگندہ ہو جاتے ہیں۔ علامہ اقبال آزادی و محکومی کا فرق واضح کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

محکوم ہے بیگانۂ اخلاص و مروت
ہر چند کہ منطق کی دلیلوں میں ہے چالاک
ممکن نہیں محکوم ہو آزاد کا ہم دوش
وہ بندۂ افلاک ہے یہ خواجۂ افلاک [۱۵]

''مسلم کانفرنس''، کشمیری مسلمانوں کی ایک نمائندہ سیاسی جماعت تصور کی جاتی تھی اُس کے اجلاسوں میں علامہ اقبالؒ شرکت کرتے اور تحریک آزادی کشمیر کی ترجمانی اپنی نظم ونثر سے کرتے۔ ۲۱ مارچ ۱۹۲۳ء کو لاہور میں منعقدہ مسلم کانفرنس کے اجلاس میں علامہ اقبالؒ نے اپنے صدارتی خطبہ میں تحریکِ آزادیٔ کشمیر کی بھرپور تائید کرتے ہوئے فرمایا:

> ''جہاں تک کشمیر کا تعلق ہے۔ مجھے ان واقعات کے تاریخی پس منظر میں جانے کی ضرورت نہیں جو حال ہی میں رونما ہوئے ہیں۔ ایسی قوم کا دفعتاً جاگ اٹھنا جس میں شعلۂ خودی بجھ چکا ہو، غم اور مصائب کے باوجود ان لوگوں کے لیے مسرت کی بات ہے جو ایشیائی قوموں کی اندرونی کشمکش سے واقف ہیں۔ کشمیر کی تحریک انصاف پر مبنی ہے اور مجھے کوئی شبہ نہیں ہے کہ ایک ذہین اور صناع قوم میں اپنی حیثیت کا احساس، نہ محض ریاست بلکہ تمام ہندوستان کے

لیے طاقت کا باعث ہوگا۔"۱۶

علامہ اقبالؒ کے اس صدارتی خطبہ کی ترجمانی اُن کے اس شعر میں بھی واضح طور پر نظر آتی ہے:

جب اس انگارۂ خاکی میں ہوتا ہے یقیں پیدا
تو کر لیتا ہے یہ بال و پرِ رُوح الامین پیدا ۱۷

علامہ اقبالؒ تحریک آزادیٔ کشمیر میں ایک نیا جوش و ولولہ دیکھ کر محسوس کرتے ہیں کہ اگر کوئی مخلص راہنما میسر آ جائے جو انہیں اتحاد و یگانگت کی لڑی میں پرو دے تو متحدہ جدوجہد سے کامیابی کا حصول ممکن ہوسکتا ہے۔ آپؒ کو یقینِ کامل ہے کہ عنقریب اس کشمیری قوم میں جذبہ حریت ضرور بیدار ہوگا اور ان کے جذبہ حریت کو جو بظاہر برف کے نیچے دبا ہوا ہے کسی مردِ مجاہد کی آذاں پھر سے آمادۂ حریت کرسکتی ہے:

دل میان سینۂ شان مردہ نیست
اخگرِ شان زیر یخ افسردہ نیست
باش تا بینی کہ بی آواز صور
ملّتی بر خیزد از خاک قبور
غم مخور ای بندۂ صاحب نظر
برکش آن آہی کہ سوزد خشک و تر ۱۸

"ان کے سینہ میں دل مردہ نہیں ہوا ہے، ان کی چنگاری برف کے نیچے بھی بجھ نہیں گئی۔ ذرا صبر کرو، تم دیکھو گے کہ ایک ملت صُور کی آواز کے بغیر ہی اپنے جسم کی قبروں سے اُٹھ کھڑی ہوگئی ہے۔ اے صاحب نظر انسان! غم نہ کر، بلکہ کوئی ایسی آہ نکال جو خشک و تر کو جلا کر رکھ دے۔"

تحریک آزادیٔ کشمیر کے رہنماؤں پر انگریزوں کی طرف سے ڈھائے جانے والے ظلم وستم اور ان کے لیے قید وبند کی سختیوں پر علامہ اقبالؒ کو شدید صدمہ ہوتا۔ انگریز حکومت کی جانب سے ان رہنماؤں پر چلائے جانے والے مقدمات کی نوعیت اور احوال کے بارے میں جاننے کے لیے وکلاء اور دیگر احباب سے آپ کی خط و کتابت ہوتی رہتی اور اپنی مفید آراء سے بھی ان کو نوازتے رہتے۔

"ان خطوط سے رہنمایانِ کشمیر کے مقدمے کے ساتھ اقبال کی دلچسپی اور ان کا دلی اضطراب اظہر من الشمس ہے۔ اقبالؒ نے کشمیر میں ایک جمہوری نظام لانے کے لیے خود قید و بند کو دعوت دی ہو یا نہ دی ہو، لیکن جہاں تک تعلق اس تحریک کی کامیابی کے لیے جہاد بالقلم کا تعلق ہے، تحریکِ آزادیٔ کشمیر کے تعلق سے اقبال کی خدمات، کشمیر کے آسمانِ سیاست پر چاند ستاروں کی طرح چمکتی رہیں گی۔"۱۹

گرچہ وادیٔ کشمیر میں بہت سے راہنما اور شاعر پیدا ہوئے جنہوں نے کشمیری نوجوانوں میں جذبۂ

حریت بیدار کرنے میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا مگر قوم کا جو درد ان کے سینے میں موجزن تھا شاید ہی کسی اور کے حصہ میں آیا ہو اور انہوں نے اپنی عمر کا طویل حصہ کشمیری قوم کی راہنمائی میں صَرف کیا۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ میں جب بھی تحریک آزادیٔ کشمیر کا تذکرہ ہوگا علامہ اقبال کے ذکر کے بغیر نامکمل ہوگا۔ کیونکہ کشمیر اور اقبال لازم وملزوم سمجھے جاتے ہیں۔

> ''کشمیر کے اس ہونہار طالب علم کا دماغ سب سے اونچا سوچتا تھا۔ اسے لاہور شہر میں رہ کر بھی کشمیر کی غلامی کا احساس چین سے نہ بیٹھنے دیتا۔ اسے آزادیٔ کشمیر کی روح کو پامال کرنے والے ہر آدمی سے نفرت تھی.......... انہوں نے ۱۸۹۶ء سے ۱۹۳۸ء تک پورے پینتالیس سال ملت کشمیر کے غم میں آنسو بہائے۔ وہ تقریباً نصف صدی تک اپنی شاعری اور سیاسی بصیرت سے اہل کشمیر کی رہنمائی کرتے رہے۔''[۲۰]

مجاہدینِ کشمیر پر حکومت وقت کی جانب سے مظالم پر علامہ اقبالؒ پریشان رہتے اور ان کی ہر طرح سے مدد کے لیے کوشاں رہتے۔ علاوہ ازیں اہل ثروت حضرات سے کشمیری مجاہدین کی مالی امداد کے لیے بھی درخواست گذار ہوتے۔ علامہ اقبال، نواب بہادر یار جنگ (حیدرآباد، ۱۹۰۵ء۔۱۹۴۴ء) کو ایک خط کے ذریعہ مظلوم کشمیریوں کی امداد کے لیے لکھتے ہیں:

> ''مظلومین کشمیر کی امداد کے لیے آپ سے درخواست کرنے کے لیے یہ عریضہ لکھتا ہوں۔ اس وقت حکومت کی طرف سے ان پر متعدد مقدمات چل رہے ہیں جس کے اخراجات کی وجہ سے فنڈ کی نہایت ضرورت ہے مجھے یقین ہے کہ آپ کی تھوڑی سی توجہ سے یہ مشکل حل ہوجائے گی۔ مجھے یقین ہے کہ (آپ) مسلمانانِ کشمیر کو امداد کا مستحق تصور کرتے ہیں۔ یہ طباع اور ذہین قوم ایک مدت سے استبداد وظلم کا شکار ہے۔ اس وقت مسلمانانِ ہند کا فرض ہے کہ ان کی موجودہ مشکلات میں ان کی مدد کی جائے۔''[۲۱]

کشمیری مسلمانوں کے جذبۂ حریت کو آپ قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور اپنے اشعار کے ذریعے اُن میں جذبہ جہاد کو اُبھارتے رہتے اور ان کی جدوجہد آزادی کو خراج تحسین پیش کرتے۔ کشمیری نوجوانوں کے جوش و جذبۂ آزادی ابھارنے اور ان میں ایک نئی روح پھونکنے کی بھرپور عکاسی علامہ اقبالؒ کے اس شعر سے بھی ہوتی ہے:

جس خاک کے ضمیر میں ہے آتشِ چنار
ممکن نہیں کہ سرد ہو وہ خاکِ ارجمند [۲۲]

اُن کے خیال میں صرف جدوجہدِ مسلسل سے ہی انسان اپنی تمام مشکلات پر قابو پایا جاسکتا ہے اور کسی تحریک کی کامیابی کا انحصار بھی جہد مسلسل میں پنہاں ہوتا ہے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اس قوم میں

جذبہ حریت کو بیدار کیا جائے تو یقیناً ان کا گرم لہو حکمرانوں کے ایوانوں میں لرزہ طاری کر سکتا ہے:

گرم ہو جاتا ہے جب محکوم قوموں کا لہو
تھرتھراتا ہے جہانِ چار سوئے و رنگ و بو

علامہ اقبالؒ اسی نظم میں جہدِ مسلسل اور ضربت پیہم درس دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

ضربت پیہم سے ہو جاتا ہے آخر پاش پاش
حاکمیت کا بت سنگین دل و آئینہ رو ۲۳

تاریخ کے جھروکوں میں بنظر غائر دیکھا جائے تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ کسی بھی تحریک کی کامیابی کا انحصار اس تحریک کے کارکنان کے درمیان اتحاد ویگانگت پر ہوتا ہے۔ یقیناً قطرے قطرے سے دریا بن جاتا اور پھر یہ دریا سمندر میں شامل ہو کر ایک طوفان برپا کرنے والی موج کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ علامہ اقبال چاہتے تھے کہ کشمیری مجاہدین حصولِ آزادی کے لیے متحدہ جدوجہد سے کام لیں تا کہ ان کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو سکے۔ علامہ اقبالؒ کا یہ شعر اس حقیقت کا بھرپور ترجمان ہے:

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے، تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں ۲۴

علامہ اقبال دیکھ رہے تھے کہ اُس دور میں تحریکِ آزادیٔ کشمیر میں مختلف سیاسی جماعتوں کا معرض وجود میں آنا اور ہر جماعت کا انفرادی کردار ادا کرنا تحریک آزادی میں کمزوری وانتشار کا باعث بن رہا تھا۔ مزید برآں بعض سیاست دان، سادہ لوح کشمیریوں کے جذبات بڑھکا کر اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنا چاہتے تھے۔ سیاسی قائدین کی خودغرضی سے خبردار کرتے اور عوام کو وحدتِ ملی کا درس دیتے ہوئے علامہ اقبالؒ کہتے ہیں:

> ''میں مسلمانانِ کشمیر سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ ان تحریکوں سے خبردار رہیں جو ان کے خلاف کام کر رہی ہیں۔ کشمیر میں بیک وقت دو یا تین اسلامی سیاسی جماعتوں کے کام کرنے کا وقت نہیں۔ وقت کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ ریاست میں مسلمانوں کی نمائندہ صرف ایک ہی جماعت ہو۔ کشمیر کو جب تک ایک سیاسی خیال پر متفقہ جماعت حاصل نہ ہوگی ریاست کے لوگوں کے مفاد کی ترقی کے لیے لیڈروں کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو سکتی۔'' ۲۵

آباء واجداد کا وطن ہونے کی وجہ سے علامہ محمد اقبالؒ کو کشمیر جانے کا بہت شوق تھا جس کا ذکر کشمیری رہنماؤں کے نام لکھے گئے ان کے خطوط میں جا بجا ملتا ہے۔ جون ۱۹۲۱ء میں منشی سراج الدین کی دعوت پر بعض معاملات میں قانونی مشورے کے لیے سری نگر تشریف لے گئے اور تقریباً دو ہفتے سری نگر میں قیام کیا جس میں انہیں کشمیر کی سیر وسیاحت کا موقع بھی میسر آیا، اور یہ ان کا پہلا اور آخری سفر کشمیر ثابت ہوا۔ قیام کے دوران آپ نے کشمیر پر بہت سے اشعار کہے۔ ان میں ایک نظم ''ساقی نامہ'' نشاط باغ کی سیر کے موقع پر لکھی۔ جس

میں انہوں نے نہ صرف وہاں کے قدرتی مناظر کی بہترین عکاسی کرتے ہوئے اسے جنت نظیر وادی قرار دیا ہے، بلکہ تحریکِ آزادی اور کشمیریوں کے مصائب کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے۔فنی محاسن کے اعتبار سے یہ نظم کمال کی بلندیوں کو چھوتی ہوئی نظر آتی ہے اور اقبالؒ کے فارسی مجموعۂ کلام پیامِ مشرق کے اوراق کی زینت بنی ہے۔

خوشا روز گاری، خوشا نو بہاری
نجومِ پرن رُست از مرغزاری
زمین از بہاران چو بالِ تدوری
ز فوّارہ الماس بار آبشاری ۲۶

(کتنا اچھا تھا وہ زمانہ اور کتنی اچھی تھی وہ بہار، جب خوبصورت پرندوں کے غول کے غول باغوں سے نمودار ہوتے تھے۔موسم بہار کی وجہ سے زمین خوشنما پرندے ''تدور'' کے پروں کی مانند ہوجاتی تھی اور فوّاروں سے موتیوں کی بارش برستی تھی)۔

پروفیسر اقبال احمد صدیقی علامہ اقبالؒ کے افکار کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''کشمیر جنت نظیر سے اقبال کے وجودِ معنوی کو کچھ ایسا گہرا ربط ہے کہ اگر ہم اقبال کی شخصیت اور شاعری کو علامتی صورت میں دیکھنا چاہیں تو تخیل میں وادی کشمیر کے جلیل و جمیل نقوش اُبھر آتے ہیں۔اس کے برف پوش پُرجلال کوہسار، اقبال کے فکرِ روشن کی تابناک رفعتوں کے عکاس ہیں اور اس کی گل بداماں اور پُر بہار وادیاں، کلام اقبال کی شعری وفنی رنگینوں کی آئینہ دار۔'' ۲۷

گرچہ علامہ اقبال عالمِ اسلام کے نامور شاعر تھے مگر انہیں اپنے کشمیری حسب و نسب پر بڑا فخر محسوس ہوتا تھا۔وہ اپنے آپ کو وادیٔ کشمیر کا ایک پھول تصور کرتے کہ جس کی خوشبو عالم اسلام میں پھیل رہی ہے:

تنم گلی ز خیابان جنت کشمیر
دل از حریم حجاز و نوا ز شیراز است ۲۸

(میرا جسم کشمیر کی گلیوں کی جنت کا پھول ہے اور میرا دل حجاز کا بسنے والا ہے اور میری آواز میں شرینی شیراز کی وجہ سے ہے)۔

اسی طرح علامہ اقبال کے ایک دوسرے مجموعہ کلام ''جاوید نامہ'' میں کشمیر کی حالت زار کی بہترین عکاسی ''آں سوئے افلاک'' کی مختلف نظموں میں نظر آتی ہے۔ان میں سے کسی بھی نظم کے مطالعہ سے قاری خود کو شریکِ حال تصور کرتا ہے۔ان نظموں کے مطالعہ سے یہ حقیقت بھی آشکار ہوتی ہے کہ ان نظموں میں اقبالؒ وادیٔ کشمیر کے عظیم شاعر غنی کشمیری کے افکار سے بھی متاثر نظر آتے ہیں۔۲۹

اہل کشمیر کی حالت زار پر اقبالؒ کا دل خون کے آنسو روتا ہے۔وہ کشمیری مسلمانوں پر ظلم وستم کی بنیادی وجہ کشمیریوں کو ظلم برداشت کرتے رہنا اور اس کے لیے آمادہ ہونا دیکھتے ہیں اور کشمیریوں کے جذبۂ

حریت میں کمی دیکھ کر متفکر ہوتے ہیں اور آزادیٔ کشمیر کے لیے انہیں آمادۂ جہاد کرتے ہیں:

جان ز اہل خطّہ سوزد چون سَپند
خیزد از دل نالہ ہائی درد مند
ساغرش غلطندہ اندر خون اوست
از غلامی جذبہ ہای او بمُرد
در نی من نالہ، از مضمون اوست
آتشی اندر ررک تاکش فسرد ۳۰

''میں اہل خطہ کے غم میں ''سَپند'' کی طرح بے قرار ہوں۔ میرے دل سے دردناک آہیں نکل رہی ہیں۔ اس کا پیالہ اپنے ہی لہو سے بھرا ہوا ہے۔ میری بانسری کا گریہ کا موضوع یہی قوم ہے۔ غلامی سے اس کے جذبات مردہ ہوگئے ہیں۔ اس کی انگور کی بیل کی رگ تاگ میں آگ ٹھنڈی ہوگئی ہے۔''

علامہ اقبالؒ کشمیر کی آب وہوا اور ماحول کی عکاسی کے لیے ایک نظم ''ملازادہ ضیغم لولابی کشمیری کا بیاض'' کا سہارا لیتے ہیں اور ان کے افکار کو اپنے الفاظ میں بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

پانی تیرے چشموں کا تڑپتا ہوا سیماب
مُرغانِ سحر تیری فضاؤں میں ہیں بیتاب
اے وادی لولاب!
گر صاحبِ ہنگامہ نہ ہو منبر و محراب
دیں بندۂ مومن کے لیے موت یا خواب
اے وادی لولاب ۳۱

ایسی تحریروں سے علامہ اقبالؒ کا مقصد یہ تھا کہ کشمیریوں کے اندر جوش وجذبۂ حریت کو ابھارا جائے تاکہ وہ آزاد فضا میں سکھ کا سانس لے سکیں کیونکہ انگریز حکومت کے مظالم کی وجہ سے ایک بہادر قوم جرأت و بہادری کی صفات سے عاری نظر آتی ہے۔ لہٰذا کشمیری نوجوانوں میں خوف و ہراس کی فضاء دیکھ کر اقبال سخت رنجیدہ ہوتے ہیں اور ان میں ایک جوش و ولولہ دیکھنے کی خواہش مند ہوتے ہیں جس کا بھرپور اظہار اپنی نظم ساقی نامہ میں یوں کرتے ہیں:

نہ در دیدۂ او فروغ نگاہی
نہ در سینۂ او دلِ بے قراری
از آں می فشان قطرہ نی بر کشیری

کہ خاکسترش آفریند شرارے ۳۲

''نہ تو اس کی آنکھ میں وسعتِ نگاہ ہے اور نہ ہی اس کے سینہ میں دلِ بے تاب موجود ہے۔ (اے ساقی) کشمیری باشندے پر ایسی شراب کا قطرہ ڈال دے کہ جس کے باعث اس کی خاکستر میں (انقلاب کا) شرارہ پیدا ہو جائے۔''

علامہ اقبال کشمیری مسلمانوں کا خون گرماتے ہوئے انہیں مراقبوں اور چلہ کشیوں سے کنارہ کرنے کا مشورہ دیتے ہیں کہ جس طرح امام حسینؓ نے دینِ حق کی سربلندی کے لیے باطل قوّت سے ٹکر لی اُسی طرح ہندو سامراج کے ظلم وستم کی روک تھام کے لیے کشمیری مسلمانوں کو تن من اور دھن کی بازی لگا دینی چاہیے:

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری
کہ فقر خانقاہی ہے اندوہ و دل گیری ۳۳

کشمیر اور جدوجہدِ آزادیٔ کشمیر کا تذکرہ علامہ اقبال کے ذکر کے بغیر ممکن نہیں۔ افکارِ اقبال کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کشمیری قوم میں جذبۂ حریت بیدار کرنے میں بھرپور کردار ادا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اہلِ کشمیر بھی علامہ اقبال کے ساتھ عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔ بے شمار اہل علم اور ادیب حضرات نے انہیں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ کشمیر میں چھپنے والے اخبار و رسائل میں شائع ہونے والے مضامین اور اداریے اس کا بیّن ثبوت ہیں۔ بقول جگن ناتھ آزاد:

''اقبال کے فکر ونظر نے کشمیر سے لیا بھی بہت کچھ اور کشمیر کو دیا بھی بہت کچھ۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ اہل کشمیر کے دلوں میں اقبال کے لیے جو عقیدت ومحبت کا جذبہ موجود ہے اس کا اظہار بھی لفظوں میں ممکن نہیں۔ کشمیر کے رسائل، اخبارات اور علمی، ادبی اور سماجی محفلوں پر ایک نظر ڈالنے سے بآسانی یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ ذکرِ اقبال اہل کشمیر کے لیے ایک موضوع نہیں بلکہ ایک تہذیبی اندازِ فکر اور ایک طرح کا رجحانِ طبع ہے۔ جس طرح اقبال کے لیے ذکرِ کشمیر ایک ذکرِ محبوب کی حیثیت رکھتا ہے، اسی طرح اہل کشمیر کے لیے بھی ذکرِ اقبال ایک ذکرِ محبوب کی حیثیت رکھتا ہے۔'' ۳۴

اس ساری گفتگو سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ کشمیر کی تحریک آزادی میں نئی روح پھونکنے اور کشمیری نوجوانوں میں جوش اور ولولہ پیدا کرنے میں افکارِ اقبال نے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ اگر پاکستانی حکمران خلوص دل کے ساتھ اپنے کشمیری بھائیوں کی تحریک آزادی میں معاون و مددگار رہوں تو یقیناً یہ تحریک جلد کامیابی سے ہمکنار ہو سکتی ہے۔

حواشی:

۱۔ آفاقی، محمد صابر، ڈاکٹر، اقبال اور کشمیر، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۷۷ء)، ص ۷
۲۔ ایضاً، ص ۳۱
۳۔ داؤدی، مقبول انور: مطالب، اقبال، (لاہور: فیروز سنز، لمیٹڈ، ۱۹۹۴ء)، ص ۱۹۸
۴۔ آفاقی، محمد صابر، ڈاکٹر، اقبال اور کشمیر، ص ۳۴
۵۔ اقبال، محمد، علامہ، کلیات اقبال اردو، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۹۴ء)، ص ۳۹۷
۶۔ غلام نصیر، شیخ، وقت کی پکار الجہاد، (لاہور: جنگ پبلشرز، ۱۹۹۶ء)، ص ۱۱۴
۷۔ اقبال، محمد، علامہ، کلیات اقبال اردو، ص ۵۹۵
۸۔ ایضاً، ص ۵۴۹
۹۔ ایضاً، ص ۵۶۶
۱۰۔ النساء ۴: ۷۵
۱۱۔ آزاد، جگن ناتھ، اقبال اور کشمیر، (لاہور: مکتبہ علم و دانش، ۱۹۹۳ء)، ص ۵۵
۱۲۔ فتح پوری، فرمان، ڈاکٹر، اقبال سب کے لیے، (لاہور: الوقار پبلی کیشنز، ۱۹۹۶ء)، ص ۲۱۳
۱۳۔ آزاد، جگن ناتھ، اقبال اور کشمیر، ص ۴۴، ۴۵
۱۴۔ ایضاً، ص ۸۹
۱۵۔ اقبال، محمد، ڈاکٹر، کلیات اقبال اردو، ص ۴۴۷
۱۶۔ محمود عاصم، اقبال کے ملی افکار، (لاہور: مکتبہ عالیہ، ۱۹۷۷ء)، ص ۷۸، ۷۹
۱۷۔ اقبال، محمد، علامہ، کلیات اقبال اردو، ص ۳۰۱
۱۸۔ اقبال، محمد، ڈاکٹر، کلیات اقبال فارسی، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۹۰ء)، ص ۶۳۸۔۶۳۹
۱۹۔ آزاد، جگن ناتھ، اقبال اور کشمیر، ص ۱۳۹
۲۰۔ آفاقی، محمد صابر، ڈاکٹر، اقبال اور کشمیر، ص ۴۰۔۴۱
۲۱۔ ڈار، بشیر احمد، انوار اقبال، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۷۷ء)، ص ۲۱۳
۲۲۔ اقبال، محمد، ڈاکٹر، کلیات اقبال اردو، ص ۴۲۷
۲۳۔ ایضاً، ص ۳۹۷۔۴۰۷
۲۴۔ ایضاً، ص ۲۱۷
۲۵۔ آزاد، جگن ناتھ، اقبال اور کشمیر، ص ۱۵۰

۲۶۔ اقبال، محمد، ڈاکٹر، کلیات اقبال فارسی، ص۲۶۹

۲۷۔ صدیقی، افتخار احمد، پروفیسر ڈاکٹر، عروج اقبال، (لاہور: بزم اقبال، ۱۹۸۷ء)، ص۳

۲۸۔ اقبال، محمد، ڈاکٹر، کلیات اقبال فارسی، ص۳۱۳

۲۹۔ ایضاً، ص۶۲۳۔۶۷۶

۳۰۔ ایضاً، ص۶۳۲۔۶۳۳

۳۱۔ اقبال، محمد، ڈاکٹر، کلیات اقبال اردو، ص۳۷۷

۳۲۔ اقبال، محمد، ڈاکٹر، کلیات اقبال فارسی، ص۲۷۱

۳۳۔ اقبال، محمد، ڈاکٹر، کلیات اقبال اردو، ص۴۱۷

۳۴۔ آزاد، جگن ناتھ، (لاہور: مکتبہ علم و دانش، ۱۹۹۳ء)، ص۱۳

مآخذ:

۱۔ القرآن الکریم، ۴:۷۵۔

۲۔ آزاد، جگن ناتھ، اقبال اور کشمیر، لاہور: مکتبہ علم و دانش، ۱۹۹۳ء۔

۳۔ آفاقی، محمد صابر، ڈاکٹر، اقبال اور کشمیر، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۷۷ء۔

۴۔ اقبال، محمد، علامہ، کلیات اقبال اردو، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۹۴ء۔

۵۔ اقبال، محمد، ڈاکٹر، کلیات اقبال فارسی، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۹۰ء۔

۶۔ داؤدی، مقبول انور: مطالب، اقبال لاہور: فیروز سنز، لمیٹڈ، ۱۹۹۴ء۔

۷۔ ڈار، بشیر احمد، انوار اقبال، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۷۷ء۔

۸۔ صدیقی، افتخار احمد، پروفیسر ڈاکٹر، عروج اقبال، لاہور: بزم اقبال، ۱۹۸۷ء۔

۹۔ غلام نصیر، شیخ، وقت کی پکار الجہاد، لاہور: جنگ پبلشرز، ۱۹۹۶ء۔

۱۰۔ فتح پوری، فرمان، ڈاکٹر، اقبال سب کے لیے، لاہور: الوقار پبلی کیشنز، ۱۹۹۶ء۔

۱۱۔ محمود عاصم، اقبال کے ملی افکار، لاہور: مکتبہ عالیہ، ۱۹۷۷ء۔

☆☆☆